السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا زکوٰۃ کی رقم سے کسی جگہ فری ڈسپنسری قائم کی جاسکتی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ میں خاصا اختلاف ہے۔ دراصل قرآن میں مصارف زکوٰۃ کی ترتیب کے مطابق ساتویں مصرف فی سبیل اللہ کی تفسیر میں اختلاف ہے۔جمہور علماء اسلام کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے،تاہم حسب ذیل احادیث کے مطابق حج اور عمرہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ ابو بکر بن عبد الرحمن سے مروی ہے:

(فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَعْطِهَا فَلْتَحُجَّ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» فَأَعْطَاهَا۔ (سنن ابی داؤد باب العمرۃ ج: ا ص ۲۷۲

ام معقل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ پر حج واجب ہوچکا ہے اور ابو معقل کے پاس اونٹ موجود ہے وہ مجھے اپنا اونٹ دے نہیں رہا۔ تو ابو معقل نے کہ کہ وہ میں فی سبیل اللہ صدقہ کرچکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اس کو حج کے لئے اونٹ دے دیں کیونکہ حج بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔

۔ عَنِ ابْنِ لَاسٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: «حَمَلَنَا النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى إبِلٍ مِنْ الصَّدَقَةِ إلَى الْحَجِّ» رَوَاهُ أَحْمَدُ وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا۔ (نیل الاوطار باب الصرف فی سبیل اللہ وابن السبیل: جلد ۴ صفحہ ۱۷۰)

امام بخاری وغیرہ ائمہ کے مطابق ابن لاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کی ادائیگی کے لئے ہم کو سواری کے لئے صدقہ کا اونٹ عنایت فرمایا۔

۔ حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب عمرہ کی ادائیگی کے لئے ابو معقل نے مجھے اونٹ دینے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ (رواہ احمد، نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۷۰) کہ حج اور عمرہ فی سبیل اللہ کی مد میں داخل ہیں۔

امام شوکانی فرماتے ہیں:

(أَحَادِيثُ الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ، وَأَنَّ مَنْ جَعَلَ شَيْئًا مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَازَ لَهُ صَرْفُهُ فِي تَجْهِيزِ الْحُجَّاجِ وَالْمُعْتَمِرِينَ۔ (نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۷۱

یہ حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ حج اور عمرہ فی سبیل اللہ میں داخل ہیں اور جو شخص اپنا مال وغیرہ فی سبیل اللہ وقف کرے تو وہ اس مال وغیرہ سے حج اور عمرہ کرنے والوں کی تیاری میں مدد کرسکتا ہے۔ اس بحث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے،تاہم حج اور عمرہ بھی اس مد میں شامل ہیں۔

بعض کا مذہب:

بعض علماء فقہاء کے نزدیک فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے تو کسی بھی کار خیر میں مال زکوٰۃ خرچ کرسکتے ہیں، (تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۴۱۴) میں ہے:

وَاعْلَمْ أَنَّ ظَاهِرَ اللَّفْظِ فِي قَوْلِهِ: وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يُوجِبُ الْقَصْرَ عَلَى كُلِّ الْغُزَاةِ، فَلِهَذَا الْمَعْنَى نَقَلَ الْقَفَّالُ فِي «تَفْسِيرِهِ» عَنْ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُمْ أَجَازُوا صَرْفَ الصَّدَقَاتِ إِلَى جَمِيعِ وُجُوهِ الْخَيْرِ مِنْ تَكْفِينِ الْمَوْتَى وَبِنَاءِ الْحُصُونِ وَعِمَارَةِ الْمَسَاجِدِ، لِأَنَّ قَوْلَهُ: وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ عَامٌّ (فتاوی اهل حدیث ج ۲ ص ۱۵۸) والمرشد فی احکام الزکوۃ۔

یعنی اس بات کو جان لو کہ قول وفی سبیل اللہ کا ظاہر عام ہے غازیوں پر محدود کرنے کو واجب نہیں کرتا۔ اس وجہ سے علامہ قفال نے اپنی تفسیر میں بعض فقہائے اسلام سے نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے تمام امور خیر میں صدقات کا خرچ کرنا جائز رکھا ہے جیسے مردوں کو کفنانا، قلعے اور مسجدیں بنانا۔

نواب صدیق حسن خان رقم فرماتے ہیں:

(قیل ان اللفظ عام فلا یجوز قصرہ علی نوع خاص ویدخل فیہ جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتی وبناء الجسور والحصون وعمارۃ المسجد وغیر ذلک والاول اولی لاجماع الجمہور علیہ۔ (فتح البیان ص ۴۲۴، کذا فی فتاوی اهل حدیث ج ۲ صفحہ ۱۵۷

یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے، اس کو ایک قسم (غازیوں) پر بند کرنا جائز نہیں، اس میں تمام کار خیر داخل ہیں جیسے مردوں کو کفن پہنانا، پل بنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور پہلی صورت جہاد

(مع حج وعمرہ) ہونا بہتر ہے کیونکہ اس پر جمہور کا اجماع ہے اور فری ڈسپنسری بھی کار خیر میں داخل ہے۔ لہٰذا بعض فقہاء کے نزدیک قلعوں، پلوں اور مسجدوں اور تکفین موتی کی طرح فری ڈسپنسری بھی مال زکوٰۃ سے بنائی جا سکتی ہے اور اس پر اعتراض تو نہیں ہوسکتا کہ گنجائش کا انکار مشکل ہے۔ لیکن احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ فی سبیل اللہ میں اتنی توسیع مراد نہ لی جائے، ورنہ دوسرے سات مصارف کا بیان بے سود رہ جائے گا بہر حال احتیاط تو اسی میں ہے کہ مال زکوٰۃ سے ڈسپنسری وغیرہ نہ کھولی جائے، تاہم اگر کوئی شخص ایسا کرلے تو اس پر اعتراض تو نہیں ہوسکتا۔ کچھ فقہاء اس طرف بھی گئے ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص568

محدث فتویٰ